Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 7, Issue 2
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

Research Article

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر واصف لطیف

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

افضل توصیف اُردو، پنجابی افسانہ نگار

Dr.shaista Hameed Khan
Associate professor department of Urdu GC University Lahore
Dr. Wasif Latif
Assistant Professor, Department of Punjabi Government College University, Lahore

Afzal Tauseef, Urdu And Punjabi Short Story Writer

Afzal Tauseef is a prominent Urdu and Punjabi short story writer, columnist and writer who presented social issues in a realistic manner in her writings. The main themes of her writings are women's rights, social injustice, love, humanity and equality. She effectively described the atrocities, injustice and deprivation faced by women and presented them as a strong character.Her stories reflect the deprivations of poor and orphaned children, the infidelity of blood relations, poverty, hunger and human suffering. She has also made the Partition of India, martial law, military dictatorship, capitalist system, socialism and political injustices the subject of her criticism. Patriotism, resistance thought and human sympathy are prominent in her writings.
Afzal Tauseef's style is simple, fluent and common sense. Curiosity, allusions, similes, symbolic style and effective narration are found in her stories, due to which her writings have a deep impact on the reader. Because of these literary qualities, she is considered an important and unique writer of Urdu and Punjabi literature.
Keywords: Afzal Tauseef, Urdu, Punjabi, Short Stories, Columnist, Military Dictatorship, Capitalism, Socialism.

افضل توصیف مئی 1936ء کو ضلع ہوشیار پور، پنجاب (بھارت) کے سمنبل گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ اُن کے والد کا نام چودھری مہدی خان تھا جو پولیس آفیسر تھے۔ اُن کی والدہ کا نام زبیدہ بی بی تھا۔ اُن کے دو چھوٹے بھائی رانا محمد سرور اور رانا محمد ارشد تھے۔ افضل توصیف اپنے والد کی سب سے بڑی اولاد تھیں اور اُن کے خاندان میں پہلے ہی بہت سی لڑکیاں تھیں جس وجہ سے افضل کی پیدائش کے وقت خوشی منانے کی بجائے اِن کو قتل کرنے کے منصوبے بننے لگے۔ لہٰذا افضل توصیف کو اُن کے ننھیال بھیج دیا گیا۔ وہاں افضل کو اُن کی کاکی ماں نے گود لیا۔ تقسیم کے وقت اُن کے پورے خاندان کو قتل کر دیا گیا۔

افضل اور اُن کی والدہ اپنے میکے گاؤں ہونے اور والد ٹریننگ پر ہونے کی وجہ سے اس آفت سے زندہ بچ نکلے۔ پھر وہ اپنے والد کے ساتھ کوئٹہ ہجرت کر گئیں۔

اُنہوں نے گھر سے ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ اُن کے والد نے سلیٹ پر اُردو لکھنا اور ریاضی کے سوالات حل کرنا سکھائے۔ اُنہیں سکول جاتے ہی پانچویں جماعت میں داخلہ مل گیا کیونکہ وہ بنیادی تعلیم تو والد سے گھر پر ہی حاصل کر چکی تھیں۔ یہ سکول فیڈریشن کے نام سے مشہور تھا جس کا نام بعد میں گورنمنٹ پارکس سکول رکھ دیا گیا۔ کچھ عرصے بعد اُن کے والد کا تبادلہ سبی میں ہو گیا۔ وہاں افضل کو سبی مڈل سکول میں داخل کروایا اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول کوئٹہ سے اُنہوں نے دسویں کا امتحان پاس کیا۔ اُس کے بعد کوئٹہ کے پہلے لڑکیوں کے کالج سے انٹر کا امتحان پاس کر کے پوزیشن حاصل کی۔ کوئٹہ سے ہی بی۔ اے کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لاہور آ گئیں جہاں سے اُنہوں نے گورنمنٹ کالج، لاہور سے ایم۔ اے کیا۔ بعدازاں پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے ایم۔ اے اُردو کا امتحان دیا۔ ابھی اُن کا رزلٹ بھی نہیں آیا تھا کہ انہیں نوکری کی کال آ گئی۔

افضل توصیف نے سکول دور سے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ بعدازاں کالج میگزین کے لیے کام کیا۔ اُن کو بچپن سے ہی لکھنے کا شوق تھا اور اس شوق کو جی سی کے ہاسٹل نے ہوا دی تو یہاں رہ کر عمدہ کتابوں کے مطالعہ سے متاثر ہو کر اُنہوں نے باقاعدہ لکھنا شروع کیا۔ اُنہوں نے اپنے ارد گرد کے عام لوگوں کی زندگیوں میں موجود مشکلات کا مشاہدہ کر کے اُن کے مسائل کو لفظوں کا پہناوا پہنا کر اس انداز میں پیش کیا کہ یہ کہانیاں قاری کے دل پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ اُن کی کہانیوں اور کالموں میں ترقی پسند تحریک کے نمایاں اثرات نظر آتے ہیں:

"Afzal Tausif a progressive writer and Columnist fought too many battles faced so many betrayals but never surrendered." (1)

افضل توصیف نے اُردو کے علاوہ پنجابی میں بھی کہانیاں اور کالم لکھے۔ اُنہوں نے اپنی تخلیقی کاوشوں کی بدولت بہت سے اعزازات اپنے نام کیے۔ اُن کی پنجابی تصنیف "ٹاہلی میرے بچھڑے" کو دو ایوارڈز ملے جبکہ "پنجیواں گھنٹہ" بھی ایوارڈ یافتہ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ انہیں ملینیم کی بہترین مصنفہ اور پرائیڈ آف پرفارمنس بھی ملا۔ 2010ء میں آپ کو تمغہ برائے حسن کارکردگی کے اعزاز سے بھی نوازا گیا۔

اُنہوں نے باہمت زندگی گزاری۔ وہ کئی جسمانی تکلیفوں کا شکار رہیں اور گھر پر ہی علاج کرواتی تھیں۔ وفات سے ایک دن پہلے اُنہیں لاہور کے الشفا ہاسپٹل میں لایا گیا جہاں وہ 23 دسمبر 2014ء کو اٹھہتر برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ اُن کو لاہور کریم بلاک میں سپردِ خاک کیا گیا۔

افضل توصیف کی اُردو، پنجابی مطبوعہ کتب "درد کی دہلیز" (1987ء)، "ہاری پورٹ سے آخری فیصلے تک" (1989ء)، "زمین پر لوٹ آنے کا دن" (1989ء)، "الیکشن جمہوریت مارشل لاء" (1991ء)، "غلام نہ ہو جائے مشرق" (1999ء)، "سوویت یونین کی آخری آواز" (1992ء)، "لیبیا سازش کیس" (1993ء)، "یہ غلام جمہوریت ہے" (1995ء)، "شہر کے آنسو" (1995ء)، "کڑوا سچ" (1997ء)، "گزرے تھے ہم جہاں سے" (2002ء)، "لاوارث" (2005ء)، "دیکھی تیری دنیا"، "ٹاہلی میرے بچڑے" (1988ء)، "تینڈا اناں پنجاب" (1990)، "ہتھ نہ لا کسنبھڑے" (1995ء)، "پنجیواں گھنٹا" (1998ء)، "من دیاں بستیاں" (1999ء)، "امن ویلے ملاں گے" (2003ء)، "ویلے دے پچھے پچھے" (سفرنامہ) ہیں۔

افضل توصیف کی تحریروں میں برصغیر کی تقسیم کے وقت ہونے والی قتل و غارت اور زمانے میں ہوئی غیر مساوی تقسیم اور بعد میں ملک پر مسلط قوتوں پر گہرا طنز ملتا ہے۔ اُنہوں نے عمر بھر لوگوں کے دلوں میں حق اور سچ کی شمع روشن کرنے کا عظیم فریضہ انجام دیا اور اپنی تحریروں میں ہمیشہ سچ کا پرچار کیا۔

افضل توصیف کی اُردو تحریریں:

افضل توصیف کی اُردو تصانیف میں سب سے پہلے "درد کی دہلیز پر" 1987ء میں گلوب پبلشرز نے شائع کی۔ اِس کتاب میں چھوٹے بچوں، خواتین، فنکاروں، شاعروں اور نقادوں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب باسیوں کی تہذیب، اُن کے کلچر اور تحریک پاکستان جیسی تحریکوں کے بارے میں تفصیلاً لکھا ہے۔ اس کے بعد "ہاری یورٹ سے آخری فیصلے تک" 1989ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس مجموعے میں کل گیارہ مضامین شامل ہیں جن میں افضل توصیف نے ملکی تقسیم، مارشل لاء اور تحریک آزادی سے لوگوں کو متعارف کروایا ہے۔ اس کتاب کا انتساب دواُن عورتوں کے نام کیا گیا ہے جن میں سے ایک نے پہلی بار کسی وڈیرے کو ووٹ دینے سے انکار کیا اور دوسری وہ عورت جس نے پہلی بار کسی وڈیرے کے خلاف رپورٹ لکھوائی۔

اس کتاب کے دو سال بعد 1991ء میں ایک اور کتاب "الیکشن جمہوریت مارشل لاء" کے نام سے شائع ہوئی۔ کتاب کے کل 26 مضامین میں افضل نے الگ الگ ادوار میں لگنے والے مارشل لاء پر روشنی ڈالی اور ساتھ ساتھ اُن ادوار میں ہونے والے مظالم کی داستان بھی بیان کی۔ 1992ء میں "سوویت یونین کی آخری آواز" اس کتاب میں افضل نے سوویت ریپبلک میں تمام لوگوں کے لیے برابری کے حقوق ملنے کو سراہا ہے۔ پھر تین سال بعد "شہر کے آنسو" کے نام سے 23 مضامین پر مشتمل کتاب شائع ہوئی جس میں افضل نے لوگوں کو اُن کے حقوق کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ عورتوں کی عزت اور بچوں کے حقوق پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اس کتاب کا انتساب شہر اور شہر کے لوگوں کے نام ہے۔

1993ء میں "لیبیا سازش کیس" میں افضل توصیف نے فوجی آمریت کا ذکر کیا ہے اور لیبیا سازش سے پردہ ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ اس میں اُنہوں نے پاکستانی انٹیلی جینس اور سامراجی کاروائیوں کی روداد بیان کی ہیں۔ ایک جگہ لکھتی ہیں:

ہم نے جد وجہد کی
ہم نے نفرت کی، ظالم سے، ظلم سے
ہم نے عوام کو چھڑانا چاہا، تو
ہم خود مارشل لاء کے قیدی بنے
آج کیا ہے؟
ایک نیا کیس ہے
نئی آزمائش، نئے قیدی (2)

1995ء میں اُن کی 51 مضامین پر مشتمل کتاب "یہ غلام جمہوریت ہے" اشاعت پذیر ہوئی جس میں افضل نے پنجاب کی تہذیب و ثقافت اور عورتوں، بچوں کے حقوق کی آواز بلند کی ہے۔ علاوہ ازیں عورتوں کی قدر کرنے اور اُن کو مردوں کے برابر حقوق فراہم کرنے کو موضوع بنایا ہے۔ 1999ء میں "غلام نہ ہو جائے مشرق" اشاعت پذیر ہوئی۔ اس مجموعے میں الگ الگ مصنفین کی تحریریں اور نظمیں شامل ہیں۔ اس میں امن کی مشعل کو مثبت سوچ کے ساتھ روشن کر کے انسانیت اور امن پسندیدیت کا سبق دیا گیا ہے اور ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے جنہوں نے الگ الگ ادوار میں ظلم کے خلاف

آواز بلند کی۔ اس تصنیف کا انتخاب افضل توصیف نے بصرہ کی ایک معصوم بچی، بغداد کی ایک دُکھی عورت، عراق کے ایک نڈر کے ساتھ، ناموس وطن کے غیور سپاہی اور صدر صدام کے نام کیا ہے۔

2002ء میں افضل نے سفر ناموں کی صورت کتاب لکھی جس کا نام " گزرے تھے ہم جہاں سے " ہے۔ اس میں ہندوستان کے سفر کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں ایک تصویر ہے جس میں افضل توصیف؛ امرتا پریتم اور دلی کے چند ادیبوں کے ساتھ امرتا پریتم کے گھر موجود ہیں۔ لکھتی ہیں:

"ماضی ایک دوسرا جہاں ہے، اس جہان میں سفر کرنا ایسا ہے جیسے پرانی زندگی ادھیڑ کے سینا اور وہ بھی سوئی دھاگے کے بغیر۔" (3)

پنجابی تحریریں:

افضل توصیف پنجابی کی مایہ ناز افسانہ نگار اور مصنفہ ہیں۔ اُن کے پنجابی کہانیوں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلا مجموعہ "ٹاہلی میرے بچڑے" 1988ء میں چھپا جس میں افضل توصیف نے نہ صرف عورتوں کے مسائل و مشکلات بیان کیے ہیں بلکہ ان کہانیوں میں ان کے دکھوں کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ماں بولی پنجابی کی خدمت کا جذبہ ان کہانیوں میں صاف نظر آتا ہے جس کا اعتراف کتاب کے دیباچے میں یوں کیا گیا ہے:

"ویلیو! کتاب پڑھ کے تسیں جو وی آکھو تہاڈی مرضی پر میں کوئی گل سر متھے تے نہیوں لینی۔ کتاب تہاڈی اے، گل وی تہاڈی۔ میرے ولوں اینا ای اے پئی میں ایہہ کہانیاں پنجابی ادب دے شلف تے سجاونا چاہوندی ہاں۔ بھاویں شلف دنیا دی لائبریری اگے بہت چھوٹا اے پر پنجاب تے پنجاب بولی دی مہانتا کسے نالوں گھٹ نہیں۔ ایہہ کہانیاں ماں بولی دے بھرے خزانیاں ولوں مینوں دان ہوئیاں نیں۔ ایہناں وچوں ہر اک کہانی لکھ کے مینوں لگا ماں بولی وچ بڑا ست اے، بڑا انگھ اے پر میرے لکھن وچ بڑے گھاٹے نیں۔" (4)

ان کا دوسرا پنجابی مجموعہ 1995ء میں "ہتھ نہ لا کسنبھڑے" کے نام سے شائع ہوا۔ مجموعے میں شامل کہانیوں میں اُنہوں نے اپنی دھرتی ماں پنجاب کی عکاسی بہت خوبصورت انداز سے کی ہے۔ اس کے علاوہ عورتوں کی زندگی میں موجود پریشانیوں کو بیان کیا ہے۔ کتاب کا انتساب "جبین مندر" کے نام ہے۔

اُن کی تیسری پنجابی کتاب "پنجیہواں گھنٹا" ہے جو 1998ء میں انسٹیٹیوٹ آف پنجابی لینگویج اینڈ کلچر سے شائع ہوئی۔ اس مجموعے میں شامل تمام کہانیاں آپ بیتیوں پر مشتمل ہیں۔ افضل توصیف عورتوں کے دکھ کو اپنا ذاتی دُکھ مانتی تھیں۔ وہ خود کو اُن عورتوں سے الگ نہیں سمجھتی تھیں جن کی زندگی مشکلات سے گھری ہوئی تھی۔ ان تمام کہانیوں میں علامتی رنگ نمایاں موجود ہے۔ ماضی کی تلاش، حال کی مشکلات اور مستقبل کے سنہرے خوابوں کو حقیقی روپ میں بیان کرنا افضل توصیف کا خاصہ رہا ہے۔

افضل توصیف کی شاہکار تصنیف اُن کی آپ بیتی "من دِیاں وستیاں" کے نام سے 1999ء میں شائع ہوئی۔ اس میں اُنہوں نے اپنی ذاتی، سیاسی، سماجی، معاشی، مذہبی غرض کہ زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ اس آپ بیتی کا انتساب اُنہوں نے اپنے بھتیجے کے بیٹے ارسلان کے نام کیا ہے۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ بھی افضل توصیف کے پنجابی میں دو افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جو کہ موضوعات کے اعتبار سے اُن کی شاہکار تصانیف میں شمار کیے جاتے ہیں۔

مجموعی جائزہ:

افضل توصیف کا نام اُن مصنفین کی فہرست میں شامل کیا جاتا ہے جنھوں نے زندگی کی باریکیوں کو بہت سنہرے انداز سے اپنی کہانیوں کے ذریعے پیش کیا ہے۔ اُنہوں نے اس سماج میں جہاں عورت کو ہمیشہ نحوست کا علم بردار سمجھا جاتا تھا وہاں اپنا آپ منوایا۔ اُن کی کہانیوں میں پیار محبت اور خلوص کا درس ملتا ہے۔ وہ برابری کا درس دیتی ہیں۔ اُنہوں نے اپنی ایک کہانی میں حضرت آدمؑ کی تلمیح کو استعمال کرتے ہوئے روزِ ازل سے اپنی من مانی کرنے والے اور ایسے لوگوں کی سزا کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"فرشتوں نے پہلے آدمؑ کی گستاخی کے بعد دونوں کو گنہگاروں میں لکھا اور اپنے رب کی طرف سے دوسرے آدم کو بھی جنت سے نکال کر دنیا کی طرف چلے جانے کا فرمان سنایا۔" (5)

افضل توصیف کی کہانیوں کا سب سے اہم موضوع عورت اور اس کے حقوق ہیں۔ اُنہوں نے اپنی کہانیوں میں عورت کو وہ انصاف اور مقام دلانے کی کوشش کی ہے جسے اس دنیا کے لوگوں نے چھین لیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی بیشتر کہانیوں میں عورت کو مضبوط کردار کے طور پر پیش کیا ہے اور کئی کہانیوں میں عورت کے ساتھ ہونے والے مظالم، ناانصافی اور زیادتی کو بیان کیا ہے۔ اُنہوں نے عورت کو محبت کا پیکر بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ ہمیشہ محبت اور پیار کی بھوکی رہی ہے۔ غصے میں انسان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اُسے چور چور کر کے رکھ دیتے ہیں اور وہ پھر اُن لفظوں پر پچھتائے تو پھر اس کا کیا فائدہ؟ افضل توصیف اس بارے میں لکھتی ہیں:

"فیر کیہ ہویا میں ایک واری غلطی کر لئی۔ سوچیا کوئی وی سفنے ویاہ کے گھر نہیں لیا سکدا، میں ایہو کیتا۔ کیتا کیہ میں تے اپنے نال جھل کیتا، آپنے سفنیاں نال وی۔ چو نہہ کندھاں وچ تاڑ کے میں اُروشی نوں اپنی ملکیت بنان دی کیتی۔ مالک بن کے میں اوہنوں اپنے حصے دی سیوا تے لادتا۔ فیر ہولی ہولی سفنیاں دے باغ وچ ساریاں گلابی ڈوڈیاں سک گئیاں۔ ایک وی پھل نہ کھڑیا۔ ڈوڈیاں سک گئیاں تاں میں اُروشی نال جھگڑن لگ پیا۔" (6)

افضل توصیف نے اپنی کہانیوں میں ان بچوں کا بھی ذکر کیا ہے جو یتیم ہو جاتے ہیں اور غربت کی چکی میں پستے ہیں۔ اُن کا کوئی قصور نہ ہونے کے باوجود وہ لوگوں کے طعنے سہتے ہیں اور لوگوں کی مار پیٹ کا نشانہ بنتے ہیں۔ افضل توصیف نے اُن خونی رشتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو صرف لالچ میں آپ کے ساتھ رہتے ہیں اور برا وقت آنے پر آپ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اُنہوں نے اس اصل پیار کی کمی کو بھی واضح طور پر بیان کیا ہے جو آج کل لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ لوگ صرف مطلب اور پیسے کی خاطر اپنے خونی رشتوں سے بھی دغا کرتے ہیں۔

افضل توصیف نے اپنی کہانیوں میں مارشل لاء اور سوشلزم کا بھی بہت ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے مارشل لاء سے ہونے والے ذہنی اور جسمانی نقصانات کو بھی بڑے احسن طریقے سے پیش کیا ہے۔ اُنہوں نے کمیونزم اور سوشلزم کا ذکر بھی بڑے خوبصورت انداز سے کیا ہے۔ جگہ جگہ فوجی آمریت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کو بھی کڑی تنقید کا نشانہ بنایا اور ان کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"میں کہیا نا! وڈے جیب کتریاں دی قینچی بڑی لمی اے تے بڑی تیز وی اے۔ ایسے طرح اوہناں دی جیب کڈی وڈی اے کہ سالم ملک سما لین جوگی ہے۔" (7)

افضل توصیف نے انسان اور انسانیت کو پیش آنے والے ہر مسئلے کو اپنی کہانیوں میں اُجاگر کیا ہے۔ اُنہوں نے بھوک اور غربت میں پسے انسانوں کو "رجی" کے کردار کے ذریعے پیش کیا تو وہیں تقسیم کی وجہ سے بے گھر ہوئے مہاجرین کا بھی ذکر کیا ہے۔ تقسیم سے ہونے والے منفی اثرات ان کی کہانیوں کا خاص موضوع ہیں۔ اُن کے افسانوں میں وطن پرستی کا عنصر نمایاں موجود ہے۔ اُنہوں نے ہمارے معاشرے کی گندی سیاست کو بھی بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔

تکنیکی اور فنی اعتبار سے افضل توصیف کی کہانیاں بالکل سیدھی سادہ ہیں مگر کہانیوں کے کردار اپنے اندر پوری داستان سموئے نظر آتے ہیں۔ اُن کی کہانیاں عام فہم ہیں۔ پلاٹ سادہ اور اسلوب نہایت آسان ہے۔ وہ اپنی کہانی میں موجود مآخذ کو قاری تک با آسانی پہنچانے کا ہنر جانتی ہیں۔ اُن کی کہانیوں میں تجسس پایا جاتا ہے جو قاری کو آخر تک کہانی سے جوڑے رکھتا ہے۔ کہانیاں تلمیحات اور تشبیہات سے بھرپور ہیں۔ اُن کی کہانیوں میں مزاحمتی رنگ بھرپور نظر آتا ہے۔ بیانیہ انداز، تمثیلی اور سوالیہ انداز میں پیش کی گئی یہ کہانیاں افضل توصیف کو اُردو اور پنجابی ادب کے بہترین ادیبوں میں شمار کرتی ہیں۔

حوالہ جات

1. https//www.acadmia.edu.com
2. افضل توصیف، لیبیا سازش کیس، (لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، 1993ء)، 04۔
3. افضل توصیف، گزرے تھے ہم جہاں سے، (لاہور: پبلشرز ندارد، 2002ء)، 02۔
4. افضل توصیف، ٹاہلی میرے بچڑے، (لاہور: نگارشات، 1986ء)،05۔
5. افضل توصیف، زمین پر لوٹ آنے کا دن، (لاہور: نگارشات، 1989ء)، 14۔
6. افضل توصیف، من دیاں بستیاں، (لاہور: ادارہ پنجابی تے ثقافت، 1999ء)، 21۔
7. افضل توصیف، پنجیہواں گھنٹا، (لاہور: انسٹیٹیوٹ آف پنجابی لینگویج اینڈ کلچر، 1998ء)، 158۔

افضل توصیف اردو اور پنجابی کی نمایاں افسانہ نگار، کالم نگار اور ادیبہ ہیں جنھوں نے اپنی تحریروں میں معاشرتی مسائل کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا۔ اُن کی تحریروں کا مرکزی موضوع عورت کے حقوق، سماجی ناانصافی، محبت، انسان دوستی اور مساوات ہے۔ اُنھوں نے عورت پر ہونے والے مظالم، ناانصافی اور محرومی کو مؤثر انداز میں بیان کیا اور اسے ایک مضبوط کردار کے طور پر پیش کیا۔

ان کی کہانیوں میں غریب اور یتیم بچوں کی محرومیاں، خونی رشتوں کی بے وفائی، غربت، بھوک اور انسانی دکھوں کی عکاسی ملتی ہے۔ اُنھوں نے تقسیمِ ہند، مارشل لاء، فوجی آمریت، سرمایہ دارانہ نظام، سوشلزم اور سیاسی ناانصافیوں کو بھی اپنی تنقید کا موضوع بنایا ہے۔ ان کی تحریروں میں وطن دوستی، مزاحمتی فکر اور انسانی ہمدردی نمایاں نظر آتی ہے۔

افضل توصیف کا اسلوب سادہ، رواں اور عام فہم ہے۔ ان کی کہانیوں میں تجسس، تلمیحات، تشبیہات، علامتی انداز اور مؤثر بیانیہ پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی تحریریں قاری پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ انہی ادبی خصوصیات کی بنا پر انہیں اُردو اور پنجابی ادب کی اہم اور منفرد ادیبہ شمار کیا جاتا ہے۔